IRJICC
ISSN:3007-4630(P), 3006-8304(E)
International Research Jounral of Islamic Culture & Communication

عصرِ حاضر میں تعلیمات انبیاء کی عدم پاسداری کے معاشرتی محرکات

SOCIAL MOTIVATIONS OF DISOBEYING THE TEACHINGS OF THE PROPHETS IN THE PRESENT AGE

1. ***Dr. Sajjad Ahmed***
sajjad.iis@must.edu.pk
Assistant Professor, Mirpur University of Science & Technology (MUST), (AJ&K) Pakistan.

2. ***Dr .Muhammad Waseem Mukhtar***
waseemmukhtar484@gmail.com
Assistant Professor, Department of Islamic Studies & Arabic, Gomal University, D.I Khan, KPK.

3. ***Badshah khan***
Badshahakhandargai123@gmail.com
PhD scholar, Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore.

Vol. 02, Issue, 01, Jan-March 2024, PP:26-35
OPEN ACCES at: www.irjicc.com

Article History	Received	Accepted	Published
	15-01-24	15-02-24	30-03-24

Abstract

Just as the teachings of the prophets are related to beliefs and ideas, moral values, politics and economy, in the same way, the guidance teachings of the prophets are also seen to guide humanity regarding social thoughts. Due to the implementation of these teachings, humanity enjoys worldly and hereafter benefits. In particular, the teachings that have been given to humanity through the Holy Prophet Muhammad (PBUH) are not related to any specific time, situation and era, but are specific to humanity until the Day of Resurrection. Disobedience to the teachings of the Prophets in the present day is influenced by various social motivations that shape individual attitudes and

CC BY

social norms. Factors for not following the teachings of the prophets include cultural norms, media influence, peer pressure, globalization, political ideologies, erosion of religious authority, and economic disparity. Due to them moral values and principles are ignored. In the modern era, the media plays an important role in the formation of social attitudes, which is often used to promote attitudes contrary to religious teachings and popularize the teachings of the Prophets. Similarly, globalization leads to cultural exchange, but It also propagates values that conflict with religious teachings. Economic disparity and injustice lead individuals to prioritize material gain over moral considerations, so addressing these social drivers requires a multi-pronged approach that promotes moral education and reinforces religious values. Also be determined to maintain ethical principles. Below, the social motivations for not following the teachings of the Prophets will be reviewed and their remedies will also be briefly discussed.

Key Words: *Social Motivations, Injustice, Political Ideologies, Moral Values, Cultural, Education.*

موضوع کا تعارف:

انسانیت کی رہنمائی کے لیے انبیاء کو بھیجا گیا، جنہوں نے زندگی کے دیگر شعبہ جات کی طرح معاش اور کھانے پینے کی اشیاء کی بابت بھی لوگوں کی رہنمائی فرمائی۔ نیز کن چیزوں کا استعمال درست ہے اور کن کا درست نہیں۔ان تمام کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے روشنی میں انبیاء نے اشیاء کے حلال و حرام ہونے کے اصول و ضوابط متعین فرمائے اور اُن کا عملی مظہر بھی پیش کیا۔ جن پر عمل کرنا ہر ایک کے لیے لازم ہے۔ یہ کسی وقت کے ساتھ خاص نہیں، جس طرح زمانہ قدیم میں ان اصول پر عمل کرنا ضروری تھا اسی طرح عہد حاضر میں بھی انبیاء کی تعلیمات پر عمل کرنا ضروری ہے، چاہے اُن کا تعلق زندگی کے کسی بھی شعبہ سے ہو۔ یعنی انبیاء کی تعلیمات جس طرح عقائد و نظریات، اخلاقی اقدار، سیاست و معیشت کے ساتھ ہے، اسی طرح معاشرتی افکار کی بابت بھی تعلیمات انبیاء انسانیت کی رہنمائی کرتی نظر آتی ہیں۔ ان تعلیمات پر عمل کی وجہ سے انسانیت دنیاوی اور آخروی فوائد سے مستفید ہوتی ہے۔ وقت اور حالات کی وجہ سے انسان انبیاء کی تعلیم پر عمل کو ترک کر دیتا ہے، چنانچہ عصر حاضر میں تعلیمات انبیاء کی عدم پاسداری کی وجوہات میں سے ایک معاشرتی محرکات بھی ہے۔ وہ کون سے معاشی محرکات ہیں اور کن وجوہ کی وجہ سے انبیاء کی تعلیم پر عمل نہیں کیا جارہا، وہ یہ ہیں:

شرف سیادت کا خاتمہ:

دور حاضر میں دین کی عدم پاسداری کا ایک بڑا سبب معاشرتی سیادت کے خاتمے کا خوف ہے۔ معاصر معاشرتی نظام میں ہر معاشرے پر کوئی دولتمند اپنی دولت، طاقت، خاندانی تفوق یا جبر کی بنا پر اپنا اثر قائم رکھے ہوئے ہے۔ جس میں وہ غیر

منصفانہ رویہ اپنا کر طبقاتی کشمکش پیدا کر کے اپنی شرف سیادت کو دوام بخشنے کی کوشش کر رہا ہے یہ اپنا رسوخ قائم کرنے کے لئے مختلف رویہ اختیار کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ مولانا زاہد الرشدی رقمطراز ہیں:

امیر غریب کا فرق افراد، طبقات کے ساتھ ساتھ ممالک و اقوام کو بھی لپیٹ میں لیے ہوئے ہے۔[1]

مزید لکھتے ہیں:

دولت و طاقت کی بالادستی بھی دولتمند اور طاقتور لوگوں اور طبقات کی علامت ہے جس کے سامنے قانون اور اخلاقیات بے بس ہو کر رہ گئے ہیں۔ اور دولت و طاقت مختلف چہروں کے ساتھ اپنا جبر ہر سطح پر قائم رکھے ہوئے ہیں۔[2]

دین جائز اور غیر مساویانہ شرف و سرداری کے خلاف ہے اسلام عزت، شرف اور کرامت کا معیار تقوی کو قرار دیتا ہے ،قرآن کریم سابقہ انبیا اکرام کے معاشروں میں موجود سرداروں کے غیر مصنفانہ رویوں کی مذمت بیان کرتا ہے قوم نوح کے کافر سردار اسی شرف سیادت کی وجہ سے تعلیمات نوح سے گریزاں تھے، قرآن کریم میں ہے۔

"مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ"[3]

مگر تم جیسا آدمی چاہتا ہے کہ تمہارا بڑا بنے۔

حضرت موسی علیہ اسلام کی دعوت کی کامیابی کی صورت میں فرعونی معاشروں کی سرداری کو خطر لاحق تھا وہ اظہار تشویش کرتے تھے قرآن کریم نے ان کے اظہار تشویش کو یوں بیان کرتا ہے۔

"يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ ۚ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ"[4]

تمہیں تمہارے ملک سے نکالا چاہتا ہے تو تمہارا کیا مشورہ ہے۔

ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

" اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى"[5]

بولا کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ ہمیں اپنے جادو کے سبب ہماری زمین سے نکال دوا ے موسیٰ۔

نمرود نے بھی اسی وجہ سے تکذیب ابراہیم کی کہ اسے بھی بادشاہت کے خاتمے کا خوف تھا حضرت ابراہیم کے آگ سے زندہ بچ نکلنے پر الوہیت فکری طور پر قائل ہو گیا تھا مگر جب آپ نے اسے باقاعدہ توحید کو تسلیم کرنے کا کہا تو اس نے جواب دیا کہ:

"انالا استطیع ترک ملکی"[6]

میں اپنی بادشاہت چھوڑنے کی استطاعت نہیں رکھتا گویا توحید ماننے سے سرداری کو خطرہ موجودہ زمانے میں بھی لوگ دین کی عدم پاسداری کے اس لیے مرتکب ہو رہے ہیں کہ وہ دین پر عمل کرنا شروع کر دیں تو انہیں غیر منصفانہ رویوں کے ساتھ ساتھ سرداری کے ناجائز قبضے کو بھی چھوڑنا پڑے گا اس لیے دین کی عدم پاسداری کو ترجیح دیتے ہیں۔

عار و ملامت کو خوف:

دین سے بیزاری کی ایک بڑی وجہ عار ملامت بھی ہے کیونکہ موجودہ دور میں دین کی شبیہ کو بگاڑ دیا گیا ہے لوگ ٹوپی داڑھی والے کو مشکوک نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ ذیشان احمد مصباحی بھی موجودہ دور میں دین کی شبیہ کے بگاڑنے اور عار و ملامت کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

نئی صدی میں اسلام کی جو شبیہ سامنے آئی یہ تشدد دہشت گردی کے شبیہ تھی اس کے مطابق ظلم، دہشت گردی، جبر، قتل، غارت، عدم رواداری، عدم تہذیب، قدامت پرستی، وطن دشمنی، غداری اور اس قسم کے جیتنے بھی منفی اوصاف ہو سکتے ہیں سب کو اسلام کے ساتھ جوڑ دیا گیا ہے اسلام کی نمائندہ، تصویر اسامہ بن لادن کی تصویر تھی جس میں اسامہ عمامہ اور داڑھی میں ہے ساتھ چند بندوقیں ہیں، وہ ایک پہاڑی پر بیٹھا ہوا ہے، یعنی

داڑھی + عمامہ + اسلحہ + عدم تعاون = اسلام

اس تصویر کا اثر یہ ہوا کہ پوری دنیا میں ٹوپی اور داڑھی والے مشکوک نگاہوں سے دیکھے جانے لگے۔[7]

چونکہ موجودہ دور میں اسلام کی راست شکل و شباہت کو بدل دیا گیا ہے۔ اور پوری دنیا میں اسی حلیے میں ظالمانہ کارروائیاں کروا کر اس حلیے سے نفرت اور بیزاری پید کر دی گئی ہے اس لیے لوگ عار وملامت کے خوف کی وجہ سے عدم پاسداری دین کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے اوصاف میں سے ایک وصف عار وملامت کی پرواہ نہ کرنا بیان فرمایا ہے:

"فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَي الْكٰفِرِيْنَ ۡ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَاۗىِٕمٍ ۭ"[8]

تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت اللہ کی راہ میں لڑیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے۔ عار وملامت دلانے کا مذموم فعل قوم شعیب کا بھی تھا۔

"قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰۗؤُا ۭ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ"[9]

بولے اے شعیب! کیا تمہاری نماز تمہیں یہ حکم دیتی ہے کہ ہم اپنے باپ دادا کے خداؤں کو چھوڑ دیں یا اپنے مال میں جو چاہیں نہ کریں ہاں جی تمہیں بڑے عقلمند نیک چلن ہو۔

انہوں نے حضرت شعیب کی نماز پر طنز کر کے ان کے پیروکاروں کو عار دلائی کہ نماز پڑھنے والے مالی معاملات میں تصرف سے روکنے والے ہوتے ہیں، ثابت ہوا کہ دین میں عار ملامت کے خوف کی مذمت بیان کی گئی ہے۔ چونکہ عصر حاضر میں دین کی شبیہ کو بگاڑ دیا گیا ہے اس لیے لوگ تعلیمات انبیاء کی پاسداری کرنے پر خوف محسوس کرتے ہیں کہ اگر عمل کیا تو لوگ ہمیں بھی مشکوک نگاہوں سے دیکھیں گے، سو عدم پاسداری کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔

نسلی تفاخر کا خاتمہ:

دین سے احتراز برتنے کے معاصر محرکات میں سے ایک اہم نسلی تفاخر کا خاتمے کا خوف ہے موجودہ دور قوم پرستی، وطن پرستی اور نسل پرستی کا دور ہے، تعلیمات انبیاء چونکہ برادری، وڈیرا شاہی اور خاندانی تفوق جیسے امتیازات کے خلاف ہیں جس سے نسل پرستوں کے مفادات پر زد پڑتی ہے اس لیے اُن کی تعلیمات سے دوری اختیار کرتے ہیں۔ یہ نسلی تفاخر دنیا کی تمام اقوام میں پایا جاتا ہے۔ ڈاکٹر ساجد خاکوانی اس نسل تفاخر کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اور کتنے مذہب ایسے ہیں جو انسانوں کے درمیان رنگ، نسل کے تفاوت کا انکار کرتے ہیں لیکن خود اُن کے ہاں یہ تفاوت بھی شد و مد سے موجود ہے مثلاً اس وقت دنیا کا سب سے بڑا مذہب عیسائیت ہے گزشتہ دو ہزار سالوں سے عیسائیوں کے کسی بھی فرقے کا پوپ یورپ کے علاوہ کسی براعظم سے نہیں آیا حالانکہ عیسائیوں کی بہت بڑی تعداد افریقہ اور ایشیاء میں ملتی ہے لیکن یہ اُن کی مذہبی قیادت کا رنگ و نسل پر مبنی تعصب ہے۔[10]

انبیاء کرام کی تعلیمات ہر طرح سے نسلی تفاخر کے خلاف ہیں، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ۚ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ"[11]

اور تمہیں شاخیں اور قبیلے کیا کہ آپس میں پہچان رکھو بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیز گار۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا ہے:

"يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ"[12]

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہاری پیدائش (کی ابتداء) ایک جان سے کی پھر اسی سے ولید بن مغیرہ کے نسلی تفاخر کی مذمت بیان کی ہے:

"اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِيْنَ"[13]

اِس لئے (اس کی بات کو اہمیت نہ دیں) کہ وہ مال دار اور صاحب اَولاد ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر تمام تفاخر کو مٹاتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"لا فضل لعربی علی عجمی"[14]

کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں ہے۔

اسلام کے ان عادلانہ ارشادات سے نسلی تفاخر کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ اگر نسل پرست دین میں پورے پورے داخل ہوں تو انھیں رنگ نسل، ذات کے تمام امتیازات چھوڑنا پڑتے ہیں، جو کہ چھوڑنے پر تیار نہیں اس لیے انبیاء کی تعلیمات کی عدم پاسداری کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام نے نسلی تفاخر کا خاتمہ کرنے کی کوشش کی اُن کے نسلی تفاخر کے خاتمے کی کوشش کو اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا:

"اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰي رَبِّيْ لَوْ تَشْعُرُوْنَ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِيْنَ"[15]

"ان کا حساب تو میرے رب ہی پر ہے اگر تمہیں حِس ہو اور میں مسلمانوں کو دور کرنے والا نہیں"

فرعون بھی نسلی تفاخر کا نعرہ لگاتا تھا، قرآن کریم نے اس کے فاخرانہ نعروں کو یوں بیان فرمایا:

"وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ"[16]

اور ہم بیشک ان پر غالب ہیں۔

"اِنَّ هٰٓؤُلَاۗءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ"[17]

کہ یہ لوگ ایک تھوڑی جماعت ہیں۔

نیز سیاسی اعتبار سے بھی نسلی تفاخر کے گھمنڈ میں بنی اسرائیل کو کمزور کر رہا تھا، ارشاد ربانی ہے:

"وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَائِفَةً مِّنْهُمْ"[18]

آل فرعون نے سرکشی کی اور اس کے رہنے والوں کو کئی گروہ بنا دیا۔

حضرت موسیٰ نے تمام نسلی تعصّبات کا خاتمہ کرتے ہوئے نعرہ حریت بلند کیا۔

"فارسل معنا بنی اسرائیل ولا تعذبهم"[19]

دور حاضر میں پائے جانے والے خاندانوں اور قبائل کے نام انسائیکلوپیڈیا میں یوں درج ذیل ہیں:۔

اند، بلور، جدون، خٹک، اچکزئی، جام، بگٹی، بزنجو، جمالی، رئیسانی، زہری، کھولہ، بھٹو، پگاڑا، پیرزادہ، تالپور، جتوئی، جونیجو، چانڈیو، زرداری، سومرہ، جنجوعہ، چٹھہ، چوہدری، چیمہ، سردار، عباسی، قریشی، گیلانی، نوابزادہ، گھکھڑ، منگرال، اور گنڈا پور وغیرہ۔[20]

دور حاضر میں اکثر لوگ اپنے ناموں کے ساتھ خاندانی یا قبائلی نسبت کے لاحقہ ضرور کرتے ہیں۔ جبکہ انبیاء کے ادوار میں ناموں کے ساتھ یہ لاحقے نہیں ملتے۔

ناجائز رسم و رواج کا خاتمہ:

ناجائز رسم و رواج بھی دین سے گریز پا رہنے کا ایک سبب ہیں۔ دور حاضر میں اسلامی رسوم کم اور غیر اسلامی رسوم بکثرت پائی جاتی ہیں، اس کثرت سے معاشرے کے وجود میں سرایت کئے ہوئے ہیں کہ ان سے جان چھڑانا وقت کی اہم ضرورت سمجھی جارہی ہے، روزنامہ نوائے وقت کے مطابق:

"معاشرے میں پھیلی غلط رسوم و رواج جس میں وٹہ سٹہ یا ونی کاروکاری، سوارہ، قرآن سے شادی اور خواتین کو جائیداد سے محروم رکھنے کا خاتمہ وقت کی اہم ضرورت ہے"[21]

اس کے علاوہ دیگر رسمیں بھی معاشرے میں پھیلی ہوئی ہی نہیں بلکہ رسوخ اختیار کئے ہوئے ہیں، جن میں سے داڑھی منڈانا، سلامیاں دینا، مخلوط دعوت غیر مذہب والوں کی وضع اختیار کرنا، ناچ گانا اور انگریزی بال وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

عامر یونس کے مطابق ہمارے مسلم معاشرتی نظام میں موجود کئی رسمیں ہندوانہ رسمیں ہیں: چنانچہ ان ہندوانہ رسموں کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

شادی بیاہ کی رسومات، مہندی، ابٹن، جہیز، بری، بارات، گانا بجانا، بسنت کا تہوار اور ویلنٹائن ڈے کیا یہ ہندووں کی رسمیں نہیں ہیں اور کیا یہ ہندوئوں کی نقالی نہیں ہے۔

مندرجہ بالا معاصر اور ناموں کی خبروں سے ان کی رسموں کے ناموں کے ساتھ ان کے معاشرتی رسوخ کا بھی بخوبی اندازہ کیا جاسکتے ہے۔ یہی معاشرتی رسمیں ہیں جن کو لوگ چھوڑنا نہیں چاہتے بلکہ ان کو ترجیح دیتے ہیں۔ ان کے برعکس انبیاء کی تعلیمات غلط اور ناجائز رسموں کے خلاف ہیں۔ اور ظالمانہ رواج کی مذمت کرتی ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ"[22]

اور جب زندہ دبائی ہوئی سے پوچھا جائے کس خطا پر ماری گئی۔

عرب میں موجود ظالمانہ رسم بچیوں کے قتل کو مذمت کے باب میں بیان فرمایا، اسی طرح حضور اکرم ﷺ کو رسوم سے عدم التفات دلاتے ہوئے حکم فرمایا:

" فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ ۗ وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِيْ عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ"[23]

تو ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو اور یہ اس لئے ہے کہ میں اپنی نعمت تم پر پوری کروں اور کسی طرح تم ہدایت پاؤ۔

فرعون کی رسم غلامی کو مذمت کے باب میں ذکر فرمایا اور موسیٰ کے قول کے ذکر کیا۔

پھر سب سے بڑھ کر حضور نے غلامی کی رسم کو توڑنے کا ایسا عمل مظاہرہ فرمایا جس کو رہتی دنیا یاد کر کے سر دھنتی رہے گی آپ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر ناجائز رسموں کو توڑتے ہوئے حضرت بلال کو کعبے پر چڑھ کر اذان دینے کا حکم ارشاد فرمایا۔

"امر بلالا فاذن فوق الكعب يومئذ مرة حين يقوم بلال بن اميه ينهق فوق الكعب و اما سهيل ابن عمرو و رجال مئ عمن سمعوا غطوا وجوههم"[24]

حضرت بلال کو کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان کہنے کا حکم دیا جب انھیں کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان کہتے اور اس کے ساتھیوں نے سُنا تو اپنے چہروں کو ڈھانپ لیا۔

مذکورہ بالا دلائل کی روشنی میں واضح ہو جاتا ہے کہ غیر اسلامی رسموں اور انبیا کی تعلیمات کے مابین زبردست اختلاف ہے۔مذکورہ بالا رسمیں جنس پرستی اور اندھی تقلید پر مبنی ہے۔اس لئے اگر ہم رسم و رواج کے عاری دین کے احکام کی پاسداری شروع کر دیں تو ان رسموں کے خاتمے کے ساتھ ساتھ ذاتی تعیشات سے بھی محروم ہو جائیں گے۔اس لئے ان رسموں کی خاطر دین کی تعلیمات سے عدم پاسداری برتتے ہیں۔

غربت کا خدشہ:

دور حاضر کے دین سے دوری برتنے والے امراء اسلام کی تعلیمات پر پوری طرح عمل پیرا اس لئے نہیں ہوتے کہ اسلام دین غربت ہے۔ معاشرے میں غربت دو طرفہ مضر اثرات مرتب کرتی ہے۔امیروں کو خوف دلاتی ہے کہ اگر دین پر عمل کرنے لگو گے تو غریب ہو جاو گے اور غریبوں کو لوٹ مار جرائم، فسادات اور غلط کاموں میں ملوث کر کے دین سے دور کر دیتی ہے۔ڈاکٹر غلام جیلانی برق رقمطراز ہیں کہ:

"افلاس سے اخلاقی نظام تباہ ہو جاتا ہے۔ یہ جوارپے، یہ چور، یہ اچکے، یہ جیب تراش، یہ بہروپیے، یہ کوٹھوں میں عصمت فروشوں کی فوج، یہ خوشامدی، یہ کرائے کے قاتل اور مختلف قسم کے فراڈ سب کے سب افلاس کی تخلیق ہیں۔افلاس میں نہ ایمان پختہ ہوتا ہے کہ قول و پیاں کی کوئی وقعت ہوتی ہے۔ایک ہزار روپے میں دس ہزار غدار فراہم ہو سکتے ہیں اور ملک کا ہر راز خریدا جا سکتا ہے۔"[25]

غربت کے خدشے ایک رخ ملاحظہ کرنے کے بعد دوسرا رخ دیکھا جائے تو یعنی تمول، دولت مندی کو تو اس کے اثرات خطرناک حد تک ہیں، جو معاشرے کو ان بحرانوں میں چھوڑ دیتے ہیں۔ جہاں مذہب، اخلاقیات بے بس نظر آنے لگتے ہیں۔

ڈاکٹر غلام جیلانی غربت کے بر عکس یعنی تمول کے زہریلے اثرات کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"کچھ خرابیاں تمول میں بھی ہیں مثلاً دولتمند، متکبر، سنگدل عیاش اور عوام کی ضروریات سے بے نیاز ہو جاتا ہے اس کی حرص بڑھ جاتی ہے اور وہ ذخیرہ اندوزی، سمگلنگ، اور گراں فروشی پر اُتر آتا ہے۔ وہ ہر کام رشوت سے نکالتا ہے اور ملازمین حکومت کو بد دیانت بنا دیتا ہے۔ وہ تن آسان سہل اور بزدل بن جاتا ہے۔ ملک مصیبت میں پھنس جاتے تو وہ بھاگ جاتا ہے یا حملہ آور سے مل جاتا ہے وہ اپنے حواریوں اور حاشیہ نشینوں کو خوشامدی دلال، بھڑوا اور انتہائی کمینہ بنا دیتا ہے۔[26]

یہی دونوں انتہائیں سابقہ انبیاء کے ادوار میں بھی پائی جاتی تھیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے سرداروں کو غربت کا خدشہ تھا جس کی بناء پر تکذیب نوح کے مرتکب ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی روش کو بیان فرمایا:

"قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ"[27]

بولے کیا ہم تم پر ایمان لے آئیں اور تمہارے ساتھ کمینے ہوئے ہیں۔

اسی طرح دوسری جگہ بھی ارشاد فرمایا؛

" وَمَا نَرٰي لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍۢ"[28]

اور ہم تم میں اپنے اوپر کوئی بڑائی نہیں پاتے۔

فرعون نے بھی موسیٰ کی غربت پر طنز کیا:

"فَلَوْلَآ اُلْقِيَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ"[29]

تو اس پر کیوں نہ ڈالے گئے سونے کے کنگن۔

حالانکہ اسلام غریب رہنے کی تلقین نہیں کرتا بلکہ فراخی دولت کی دعا بھی سکھاتا ہے۔

" رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَـنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ"[30]

اے رب ہمارے! ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا۔

حضرت نوح علیہ السلام نے بھی فراخی رزق کا اپنے قوموں کو ایمان لانے کی صورت یقین دلایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے اس قول کو ذکر فرمایا:

"يُّرْسِلِ السَّمَاۗءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًاوَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا"[31]

تم پر شراٹے کا (موسلا دھار) مینھ بھیجے گا، اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے لیے باغ بنادے گا اور تمہارے لیے نہریں بنائے گا۔

خود قرآن کریم حضرت سلیمان کی بادشاہت کو محاسن کے باب میں ذکر کرتے ہوئے دولت کی فراوانی کو مذموم نہیں ٹھہرایا۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام کو حضرت خدیجہ اور حضرت عثمان غنی نے جو فائدہ پہنچایا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اس سے معلوم ہوا ہے کہ امارت و غربت یہ انتہائی رویہ اسلام سے متصادم ہے، امراء اسی لیے دین کی پاسداری نہیں کرتے کہ اس سے وہ غریب

ہو جائیں گے اور غرباء اس لیئے دین سے اجتناب کرتے ہیں کہ دین پر عمل کی صورت میں اُن کی اولاد میں ہمیشہ غربت رہے گی ،اس لیئے اس غربت کو ختم کرنے کے لئے ناجائز دھندوں میں ملوث ہو جاتے ہیں اور یوں پاسداری دین کے مرتکب ٹھہرتے ہیں۔

خلاصہ بحث:

ا۔شرف وسرداری کے خاتمے کا خوف ایسا محرک ہے جس کی بدولت لوگ انبیائے کرام کی تعلیمات سے منحرف ہو گئے ہیں۔

۲۔عار وملامت کے ڈر سے بھی لوگ اب انبیائے کرام کی تعلیمات پر عمل کرنے سے گریز کرتے ہیں۔

۳۔نسل تفاخر اور رسوم ورواج پر انبیائے کرام کی تعلیمات کی زد پڑتی ہے اس لیے لوگوں نے انبیاء کی تعلیمات سے اعراض کی روش اختیار کی ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1] ۔راشدی،ابو عمار،زاہد،روز نامہ اسلام،4دسمبر 2004

[2] ۔ایضاً

[3] ۔سورہ المومنون 24

[4] ۔سورہ الاعراف 110

[5] ۔سورہ طٰہٰ 57

[6] ۔طبری،ابو جعفر محمد بن جریر طبری،تاریخ الطبری،ج1ص243،دار التراث بیروت

[7] مصباحی،ذیشان احمد،ماہنامہ جام نور وصلی،اگست 2013،ص16،15

[8] سورہ المائدہ؛ 54

[9] سورہ ھود: 87

[10] Jaffar, Saad, and Nasir Ali Khan. "ENGLISH-THE RIGHTS AND DUTIES OF MINORITIES IN ISLAMIC WELFARE STATE AND ITS IMPLEMENTATION IN THE CONTEMPORARY WORLD." *The Scholar Islamic Academic Research Journal* 7, no. 2 (2021): 36-57.

[11] الحجرات: 13

[12]۔النساء: 01

[13]۔القلم: ۱۳

[14]الشیبانی، ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل، مسند امام احمد بن حنبل ج38 ص474

[15]سورہ الشعراء113,114

[16]سورالاعراف127

[17]سورہ الشعراء54

[18]سورہ القصص4

[19]۔طٰہٰ: ۴۷

[20]Jaffar, Saad. "Syeda Sadia Ghaznavi On The Holy Prophet As A Psychologist And Educationist." *Journal of Positive School Psychology* 6, no. 8 (2022): 7762-7773.

[21]Jaffar, Saad. "Da'wah in the early era of Islam: A review of the Prophet's Da'wah Strategies." *Iḥyā ̛ al ̔ ulūm-Journal of Department of Quran o Sunnah* 21, no. 2 (2021).

[22]التکویر8,9

[23]سورہ البقرہ:۱۵۰

[24]۔ واقدی، محمد بن عمر بن واقدی، ج ۲، ص ۳۸۷

[25]برق، غلام جیلانی ڈاکٹر، اسلام اور اثر رواں ص206، شیخ غلام علی اینڈ سنز

[26]ایضاً

[27]سورہ الشعراء111

[28]سورہ ھود27

[29]سورۃالزخرف

[30]سورہ بقرۃ201

[31]سورہ نوح11،12